سوال

(56)دعامیں طرز لگانا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اکثر طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ نہ صرف عوام بلکہ کچھ علماء دین بھی دعا نظم میں مانگتے ہیں اور کچھ ایسی ادعیہ مطبوع بازار میں بھی ملتی ہیں ۔کس حد تک درست ہے ۔

میرے خیال میں ایسی دعا مانگنا اعتداء فی الدعا ہے اور درست نہیں نیز احادیث میں دعا میں تک بندی سے منع کیا گیا ہے ۔جب محض تک بندی دعا میں اختیار کرنا درست نہیں تو پھر پوری دعا نظم میں مانگنا کہاں تک درست ہوگی ۔کیونکہ نظم میں تک بندی اور قافیہ بندی دونوں سمائی ہوئی ہوتی ہیں کیا سلف صالحین میں سے کسی نے دعا بشکل نظم مانگی ہے ،اگر اس طرح کا ثبوت موجود ہے تو حوالہ اور صحت سند سے آگاہ فرمائیں اور اگر اس طرح نہیں تو متبعین کتاب وسنت کا فرض ہے کہ اس کی اصلاح کی پوری پوری کوشش کریں تاکہ ''نب رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ الخ اور ''مامن نبی بعثہ فی اٰمتہ قبلی الاکان فی امتہ حواریون واصحاب یاخذون بسنتہ فمن جاہدہم بیدہ ولیس وراء ذالک من الایمان حبۃ خردل'' (مسلم) جیسی احادیث پر عمل پیرا ہوسکیں ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

راقم الحروف اس مسئلہ کے متعلق جو کچھ سائل محترم نے فرمایا ہے اس سے متفق نہیں بشرطیکہ اسے عمومی معمول نہ بنایا جائے اور ماثورہ عربی دعاوں کو ترک نہ کیا جائے ۔ہاں اکثر طور پر کسی مرض میں یا کسی مشکل میں انسان کے اندرونی جذبات اور دلی احساسات منظوم صورت میں زبان سے ادا ہوجاتے ہیں اور یہ اعتداء فی الدعا کے زمرہ میں داخل نہیں ۔تک بندی مطلق یا فی الدعاء ممنوع نہیں ۔قرآن کریم میں سیدنا موسی علیہ السلام کی دعا اس طرح منقول ہے :

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ﴿٢٥﴾ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ﴿٢٦﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ﴿٢٧﴾ يَفْقَهُوا قَوْلِي ﴿٢٨﴾ وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ﴿٢٩﴾ هَارُونَ أَخِي ﴿٣٠﴾ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ﴿٣١﴾ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ﴿٣٢﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ﴿٣٣﴾ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ﴿٣٤﴾ إِنَّكَ كُنتَ بِنَا بَصِيرًا ﴿٣٥﴾ (طہ:۲۵تا۳۵)

یہ دعاتک بندی کا بہترین نمونہ ہے ۔اگر ہم یہ دعا يَفْقَهُوا قَوْلِي تک پڑھیں تو کیا آن محترم اسے ناجائز قرار دیں گے ؟

سیدنا نوح علیہ السلام کی دعا بھی قرآن مجید میں مذکور ہے :

وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ﴿٢٦﴾ إِنَّكَ إِن تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿٢٧﴾ رَّبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَن دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا ﴿٢٨﴾ (نوح:۲۶تا۲۸)

سیدنا نوح علیہ السلام کی یہ دعا بھی تک بندی ہے قرآن عزیز کے بعد احادیث کو دیکھا جائے تو وہاں بھی اسی طرح تک بند کے ساتھ ادعیہ بھی وارد ہوئی ہیں ذیل میں صرف تین پر اکتفا کرتا ہوں۔

(1) : ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے :

((أللهم إني أعوذبک من جهد البلاء ودرک الشقاء وسوء القضاء وشماتة الاعداء))

کیا یہ صحیحین کی دعا تک بندی کا بہترین نمونہ نہیں ہے ؟

(۲) : ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نسائی، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم میں معتبر سند کے ساتھ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ آپ دعا مانگیں آپ کو دیا جائے گا میں نے یہ دعا مانگی :

((أللهم إني اسئلک ایمانا لایرتد ونعیما لاینفد ومرافقة نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم في أعلی درجة الجنة جنة الخلد))

یہ دعا بھی اعلی درجہ کی تک بندی کا مرقع ہے اور رسول اکرم ﷺ نے اسے ثابت رکھا ہے اور نقد نہیں فرمایا، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کوئی شخص خود ہی صحیح الفاظ کے ذریعے جو شریعت مطہرہ کے مخالف نہ ہوں اگرچہ ماثور نہ بھی ہوں پھر بھی دعا مانگ سکتا ہے، کیونکہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ دعا رسول اکرم ﷺ سے سن کر نہیں مانگی تھی بلکہ اپنی طرف سے یہ دعائیہ الفاظ کہے تھے اور اس کا مفہوم ومعنی ومطلب آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کے عین مطابق تھا۔ لہذا آپ ﷺ نے اسے ثابت رکھا۔ (یعنی اسے برقرار رکھا)

اور صحیح مسلم میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نماز میں سجدہ کی حالت میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے :

((أللهم اغفرلی ذنبي کله وجله وأوله آخره وعلانیة وسره))

کیا یہ دعا جو نماز میں بحالت سجدہ پڑھی گئی ہے کیا یہ تک بندی نہیں ہے ؟

بہرحال تک بندی مطلقا ممنوع نہیں خواہ وہ دعائیہ کلمات میں ہی ہو۔

ہاں وہ تک بندی ممنوع ہے جس میں بے جا تکلف ہو اور وہ کسی حق بات کے معارض ومخالف ہو، چنانچہ صحیح بخاری، ابوداود وغیرہ میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ دو عورتیں آپس میں لڑ پڑیں ایک نے دوسری کو پتھر اٹھا کر دے مارا جس کی وجہ سے اس کا حمل ضائع ہو گیا تو رسول اکرم ﷺ نے اس ضائع شدہ حمل (بچہ) کی دیت ایک غلام یا ایک لونڈی کا فیصلہ فرمایا تو مارنے والی عورت کے ولی نے کہا :

((کیف أغرم یارسول اللہ من لاشرب ولاأکل ولانطق ولااستهل فمثل ذالک بطل))

تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((إنما هذا من إخوان الکهان))

اورابوداودمیں اسی واقعہ کے متعلق سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ اس شخص کی تک بندی کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایاکہ :

((إسجع کسجع الأعراب))

اورابوداودہی میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں آپ ﷺ کے یہ الفاظ مروی ہیں :

((إسجع الجاہلیۃ وکہانتہا))(الحدیث)

الغرض ان الفاظ مبارکہ سے محترم بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ کیسی تک بندی ممنوع ومعیوب ہے ۔

دعائیہ کلمات اشعارمیں بھی واردہوئے ہیں مثلا :

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اصحاب الرجیع کا مرثیہ پڑھتے ہوئے یہ دعائیہ کلمات فرماتے ہیں :

((صلی إلالہ علی الذین تتابعوایوم الرجیع فاکرمواواثیبوا))دیوان حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ 'ص ۱۸.

اس شعرمیں ''ﷺ'' دعائیہ کلمہ جس طرح ہم کہا کرتے ہیں، غفراللہ لہ ورحمۃ اللہ علیہ، وغیرہ ۔

لیجئے جناب! صحیح بخاری میں ''کتاب المغازي باب غزوۃ الخندق الاحزاب ''میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث لائے ہیں :

((عن البراء رضی اللہ عنہ قال : کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینقل التراب یوم الخندق حتی اغمر بطنہ اواغبر طنہ 'یقول : واللہ لولااللہ مااہتدینا 'ولاتصدقناولاصلینافانزل سکینۃ علینا 'وثبت الاقدام ان لاقینا ان قدبغواعلینا 'اذااراد وفتنۃ ابیناویرفع بہاصوتہ ابینا ابینا))

اس کے ساتھ متصل براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت لائے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رجز عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے کہے ہوئے تھے، جو آپ ﷺ اپنی زبان مبارکہ سے ادافرمارہے تھے ۔ عروض کا علم رکھنے والے حضرات جانتے ہیں کہ ''رجز'' یہ شعرکی ایک قسم اوراس کے ابحورمیں سے ایک بحر ہے ۔ اوران رجزیہ اشعارمیں اللہ سجانہ وتعالی کی توحید کے ساتھ ساتھ اللہ سجانہ وتعالی سے انزال سکینت اور تثبیت اقدام کی دعا بھی ہے ۔

یہ کلمات اگرچہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ہیں، لیکن رسول اکرم ﷺ کا ان کلمات کواپنی زبان مبارکہ سے اداکرنا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے بھی اشعار کے ذریعے اللہ تعالی سے دعا مانگی ہے جب آپ ﷺ سے اشعارمیں دعامانگنے کا ثبوت مل گیا توپھران کی صحت میں کوئی شک نہ رہا۔ بلکہ اس صحیح احادیث سے معلوم ہواکہ اشعارمیں دعامانگنا یا اللہ تعالی سے مناجات کرنا رسول کریم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے ۔ لہذا اس کے مندوب ومستحب ہونے میں کوئی کلام وشک نہ رہااوریہ بھی بالکل واضح ہے کہ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کی مدح وتعریف میں جواشعارپڑھے تھے ان میں دوشعریہ بھی تھے ۔

یارب فاجمعنامعاونبینا

فی جنۃ تشفی عیون الحمد

فی جنۃ الفردوس واکتبہالنا

یاذاالجلال وذاالعلاوالسوود

(دیوان حسان بن ثابت : ص۵۸)

بہرحال اس سوال کے جواب میں میرے خیال میں کافی لکھا جاچکا ہے۔ لہٰذا اسے اب ختم کرتا ہوں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر 317

محدث فتویٰ